سماجی تحفظ اور معاشی ترقی کا باہمی تعلق: مواخات مدینہ ومیثاق مدینہ کی روشنی میں

Interrelationship of Social and Economic Security: In the light of Madina's brotherhood and Charter of Madina

Dr Tahmina Fazil
Assistant Professor (Islamic Studies)
University Of Education Lahore, Vehari Campus
Email: Tahminafazil261@gmail.com

Abstract

Social and economic development goes hand-in-hand. When society provides a socially favorable environment and security to individuals, then individuals become useful members of the society. On the other hand, if individuals consider themselves socially insecure, they will not be able to show their best abilities. It is the responsibility of state to ensure the social development of its people so that the economic development can also improve. When the Muslims migrated from Makah to Medina, there was a danger that their social conditions would deteriorate due to the new environment and the lack of equipment. Realizing this danger, The Holy Prophet(P.B.U.H)established a bond of brotherhood between the emigrants and residents of Madina. At first, emigrants improved their social conditions using resident's means of livelihood but soon they were on their own feet. In order to improve their social and economic condition, a treaty was made in Medina so that the monopoly of the Jews in Medina was renewed and they could not take away their social and economic rights. Time proved that the Madinah's brotherhood and the Charter of Madina not only led to the improvement of the social conditions of the Muslims but also became a means of improving their economic conditions.

Keywords: social security, economic development, Holy Prophet (P.b.U.H),Medina's brotherhood, Treaty of Madina

انسان کو سماجی حیوان کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اکیلا زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اسے اپنا تحفظ بہت عزیز ہوتا ہے اس لیے وہ محفوظ رہنے کے لیے لوگوں میں رہنا پسند کرتا ہے بنیادی ضروریات کی تکمیل کی حاجت بھی اسے ایسے کرنے پر مجبور کرتی ہے لہذا ان سب مقاصد کی حصول کے لیے وہ سماجی زندگی گزارنا پسند کرتا ہے۔ نوح انسانی کے لیے اجتماعی زندگی گزارنا اور امداد باہمی پر عمل کرنا انتہائی لازمی امر ہے کیونکہ اس کی غیر موجودگی میں انسان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی اسی ضرورت کے پیش نظر معاشرے کی بنیادی ذمہ داریوں میں سماجی تحفظ فراہم کرنا بھی ہے۔ ماہر سماجیات نور محمد غفاری لکھتے ہیں

In Islamic economic order it is the primary responsibility of Muslim government to ensure the welfare of citizens regardless of cost and color.[1]

سماجی تحفظ کا حق

ہر شخص کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے قومی ذرائع کے مطابق تعلیم صحت خوراک اور سر چھپانے کے لیے چھت فراہم کی جائے۔ اس سلسلے میں ان افراد کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے جن کے پاس ذرائع معاش مہیا نہیں ہو تا یا جو جسمانی اور ذہنی کمزوریوں کی وجہ سے کام کاج کے قابل نہ ہوں۔ ایسے افراد کی کفالت کرنا حکومت وقت کی ذمے داری ہے۔ اسلامی نظام زکوۃ کو اس میں بنیادی حیثیت حاصل ہے. یہ نظام اجتماعی کفالت کی بہترین مثال پیش کرتا ہے جس میں مال امیروں سے غریبوں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف نظام زکوۃ کو فعال کرے اور زکوۃ ادا کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرے بلکہ اس امر میں رکاوٹ ڈالنے والوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار ثابت ہو۔ بالکل اسی طرح جس طرح سیدنا ابو بکر صدیقؓ منکرین زکوۃ کے سامنے ڈٹ گئے تھے۔[2] زکوۃ کی غربا تک منتقلی حکومت کا فرض ہے کیونکہ اگر اس کام کو ذاتی ثواب دید پر چھوڑ دیا جائے گا تو امداد تمام طبقوں تک نہیں جاسکے گی اور معاشرے میں غربت غربت اور افلاس کا دور دورہ ہو جائے گا۔ اگرچہ زکوۃ کی حد متعین ہے تاہم غربت کے لیے اگر یہ ناکافی ہو تو حکومت وقت مزید ٹیکس لگا کر یہ رقم اکٹھی کر سکتی ہے۔ امام ابن حزم کہتے ہیں کہ حکومت دولت مند افراد کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ اپنے علاقے کے فقراء اور مساکین کے نان و نفقے کا انتظام کریں نیز ان کو گرمی اور سردی کے کپڑوں کی فراہمی بھی یقینی بنائیں[3] معاشرتی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے نفاق کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے یہ یہ نہ صرف گناہوں کا کفارہ اور مصائب و مشکلات کو روکنے کا ذریعہ ہے بلکہ جہنم سے نجات کا وسیلہ بھی ہے۔

ان فضائل اور برکات کی بدولت اسلام نہ صرف صاحب استطاعت کو عمل پر اکساتا ہے بلکہ فقراء اور مساکین کے مسائل کا تدارک بھی کرتا ہے۔ سماجی تحفظ کے سلسلے میں حضرت عمر کا یہ قول بڑا مشہور ہے اگر ساحل فرات پر بے سہارا اونٹ مر جائے تو مجھے ڈر ہے اللہ عزوجل مجھ سے اس بارے میں دریافت کرے گا۔[4]

سماجی تحفظ کی فراہمی کا اسلامی تصور

سماجی تحفظ اور معاشی ترقی لازم و ملزوم ہیں۔ دین و دنیا میں ترقی و کامرانی کے لیے انسان کا معاشی طور پر آسودہ ہونا نہائیت ضروری ہے۔ انسان معاشی طور پر مضبوط ہو گا تب ہی اس میں شکر گزاری کا عنصر آئے گا کیونکہ تنگدستی انسان کو کفران نعمت پر مجبور کرتی ہے اور وہ شکوہ کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نے ہمیشہ تنگدستی سے پناہ مانگی آپ ﷺ کا ارشاد ہے اللھم انی اعوذبک من الکفر والفقر[5] (اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کفر اور مفلسی سے)

تنگدست انسان اپنی تنگدستی کے لیے قرض لیتا ہے اور واپسی کے تقاضے پر نہ صرف وعدہ خلافی اور جھوٹ جیسی لعنتوں کا شکار ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات دلبرداشتہ ہو کر حرام موت مرنے کو بھی ترجیح دیتا ہے اسی لیے اسلام معاشرے کے خود کفیل افراد کو غرباء اور مساکین کی امداد کرنے کی تلقین کرتا ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے والذین اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم[6] "اور جن کے مال میں حصہ متعین ہے ہے سائلین اور محروم لوگوں کے لیے"

اس سلسلے میں اسلام درج ذیلی اقدامات کے ذریعے لوگوں کے سماجی و معاشی تحفظ کا انتظام کرتا ہے

i.محنت کی عظمت

اسلام محنت کی عظمت کا درس دیتا ہے اور انسان کو عمل کی اہمیت کا احساس دلا کر اسے فعال کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے لیس للانسان الا ماسعی[7] "انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی"

محنت کا اسلام اس قدر درس دیتا ہے کہ مسلمانوں کے مقدس دن یعنی جمعہ کے دن بھی کاروبار کرنے کی آزادی دی گئی اور صرف جمعہ کی نماز کے وقت کاروبار بند کرنے کا حکم دیا گیا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ[8] "اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی سے پوچھا کہ کون سی روزی بہترین ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہترین روزی وہ ہے جو ایمانداری کے ساتھ مزدور کماتا ہے۔ ما كسب الرجل كسب اطيب من عمل يدہوما انفق الرجل نفسه واهله وولده وخادمه فهوصدقه۔[9] (آدمی کی کوئی کمائی اس سے بہتر نہیں جسے اس نے اپنے ہاتھ سے کمایا اور آدمی اپنی ذات، اپنی بیوی اپنی اولاد اور اپنے خادم پر خرچ کرے تو صدقہ ہے)

محنت کی اسی عظمت کے پیش نظر اکثر انبیاء کرام ہاتھ سے روزی کماتے تھے حضرت داؤد زیرہ بناتے تھے قران مجید میں ارشاد ہیں ہم نے داؤد کے لیے لوہا نرم کر دیا حضرت ادریس درزی تھے اور حضرت موسی بکریاں چرایا کرتے تھے۔[10]

ii.اسلام کا تصور قناعت

.اسلام نے معاشی تحفظ کو یقینی بنانے اور اسراف سے بچاؤ کے لیے قناعت کا تصور دیا ہے۔ انسان کو درس دیا گیا ہے کہ وہ دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر اپنی زندگی کو مصیبت اور آزمائش میں مبتلا نہ کرے۔ اس سے ایک طرف تو نفرت کے اور حسد کے جذبات پروان چڑھیں گے تو دوسری طرف احساس محرومی پیدا ہو گا۔ قناعت سے مراد یہ ہے اللہ

تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر راضی ہو جانا اور جو میسر نہ ہو اس کا شکوہ نہ کرنا بلکہ جو میسر ہے اس پر شکر ادا کرنا قران مجید میں ارشاد ہے

[11]"تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْض

دی ہے" تصور قناعت کے لیے ضروری ہے کہ افراد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ہو اسی لیے اسلام نے مرد وعورت کی بناء پر عدم مساوات کو ختم کرتے ہوئے دونوں کو اپنی اپنی کمائی پر تصرف کا حق دیا۔ اسی طرح نیک اعمال پر دونوں کو ایک جیسی بشارت دی گئی ارشاد ہےمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُوَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚوَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ[12]

"جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن ایمان والا ہو تو یقیناً ہم اسے نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے". اسی تصور قناعت کا نتیجہ تھا کہ جس نے مسلمانوں کو بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کرنے کا حوصلہ دیا۔ مواخات مدینہ کے نتیجے میں مہاجرین کی انصار نے جتنی بھی مدد کی انہوں کو اسی کو غنیمت جانا اور اپنے رب کا شکر ادا کیا کہ جس نے انصار کے وسیلے سے ان کو پردیس میں بھی رہنے کی جگہ اور کھانے پینے کی اشیاء کی فراہمی کا بندوبست کیا۔

iii. اسلام اور خود انحصاری

اسلام انسان کی فکر واحتیاج کے لیے مختلف اقدامات تجویز کرتا ہے۔ ان میں ایک حل تو یہ ہے کہ اسے جبری امداد دی جائے جس میں صدقات وزکوۃ شامل ہیں لیکن دوسرا حل یہ ہے کہ اسے خود انحصاری کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پال سکیں اس سلسلے میں قران میں اسے دستیاب ذرائع کی ااہمیت کا درس دیا گیا ہے ارشاد ہےہ ُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِه ،[13]"وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو تابع کر دیا تاکہ تم اس کے راستوں پہ چلو اور اس کی روزی میں سے کھاو" اس آیت مبارکہ میں انسانوں کو زمین کی اہمیت بتا کر اس سے فائدہ حاصل کرنے کا درس دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنی روزی روٹی کا بندوبست خود کر سکے اور کسی پر بوجھ نہ بنے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام ان تمام غلط کاموں سے منع کرتا ہے انسان تنگدستی کی وجہ سے کرتا ہے۔ اس میں اولاد کو قتل کرنا بھی شامل ہے ارشاد ہے لا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ"[14] اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو" مفلسی بذات خود انتہائی بری چیز ہے جو انسان کو ناشکری کرنے اور دیگر برائیاں کرنے پر مجبور کرتی ہے اس لیے اس میں مبتلا کرنے والے کاموں سے منع کیا گیا ہے سستی اور کاہلی بھی ان کاموں میں

سے ایک ہے جو انسان کو کوئی کام نہیں کرنے دیتی اور لوگ بغیر کسی عذر کے صدقات وزکوۃ کے حصے دار بن کر مستحقین کے حقوق سلب کرتے ہیں اس لیے اس کی ممانعت کی گئی ہے۔

iv. ترغیب کا اسلامی تصور

اسلام سماجی اور معاشی ترقی کے لیے ترغیب کی تعلیم بھی دیتا ہے کیونکہ معاشرے میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں جو معذوری بڑھاپہ یا کسی اور مجبوری کے سبب اسباب معاش اختیار نہیں کرسکتے ایسے لوگوں کی ذمہ داری اللہ تعالی نے رشتہ داروں پر عائد کی ہے.. قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہےواولوالارْحَامِ بَعْضُہُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ [15] "اور رشتے دار دوسرے مومنین کے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں"۔ اس آیت کی بدولت رشتے داروں کو عام مومنین سے زیادہ حقوق دے کر امیر رشتے داروں کو ان کی ذمے داری کا احساس دلایا گیا ہے تاکہ وہ اپنے غریب رشتے داروں کی کفالت کا مناسب بندوبست کرسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف اور احسان کا درس دے احسان کرتے ہوئے حق سے زیادہ دینے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی [16] "بے شک اللہ انصاف کرنے اور بھلائی کرنے اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے"۔ اس آیت میں اللہ تعالی نے عدل وانصاف اور رشتہ داروں کی کفالت کی ترغیب دی ہے اور کہا گیا ہے کہ انسانوں کے ساتھ معاملات کرتے ہوئے احسان کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ اس سے معاشرے میں غربت و اخلاص کا خاتمہ ہوتا ہے۔ نیز فضول خرچی نہ کرنے کی ترغیب سے انسان اپنے ضرورت سے زائد مال کو مسکین رشتہ داروں اور غریبوں کو دیتا ہے اور یوں آپس میں پیار اور محبت پیدا ہوتا ہے۔ معاشی معاملات کی اصلاح ہوتی ہے۔ فقہائے امت کا اس بات پر اجتماع ہے کہ خاوند کو بیوی کے نان ونفقہ اور والد کو اپنی بیٹی کے نفقے کے لیے مجبور کیا جاسکتا ہے جبکہ دیگر رشتہ داروں کے لیے صرف ترغیب دی جاسکتی ہے

مواخات مدینہ اور سماجی ومعاشی تحفظ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے قبل حرم میں افرتفری اور باہمی دشمنی کا عالم تھا خون خرابہ عام تھا اور بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا آپ کی آمد کے بعد انسانیت کو بھائی چارے کا درس ملا اور تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرودیا گیا۔ مسلم قبائل اور برادریوں سے تعلق رکھنے والے جب اسلام قبول کرلیتے تو سب واپس میں بھائی بن جائے بن جاتے. رسول اللہ کا فرمان ہے مثل المؤمنين في توادهم و تراحمهم و تعاطفهم مثل الجسدإذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسّهر والحمّى [17] (مسلمانوں کی مثال باہمی محبت، شفقت اور رحم دلی میں ایک جسم کی مانند ہے چنانچہ جب جسم کے کسی ایک عضوء میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار اور شب بیداری میں مبتلا

ہوتا ہے۔) یہی بھائی چارہ ہجرت مدینہ کے بعد بھی دیکھنے میں آیا۔ مدینہ کے انصار معاشی اور سماجی لحاظ سے بہت مضبوط تھے جبکہ مہاجرین نہ صرف معاشی طور پر کمزور تھے بلکہ نئے علاقے میں آنے سے انہیں سماجی تحفظ کی بھی اشد ضرورت تھی. سید محمد میاں مہاجرین کی بے سروسامانی کے بارے میں لکھتے ہیں تقریبا50 صحابہ کرام ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچ جاتے ہیں اور باقی بھی پیچھے آرہے ہوتے ہیں ان میں سے اکثر مکہ میں کاروبار اور جائیداد کے مالک تھے لیکن یہاں الفقرہ کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں اب کفار کے تصرف میں آچکی تھیں[18]۔ان دنوں منورہ کے حالات مکہ سے قدرے مختلف تھے۔ مدینہ میں کاشتکاری ہوتی تھی جو مکہ والوں کے لیے نئی تھی نیز سر چھپانے کے لیے چھت اور کھانے کو کچھ نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان حالات کو بھانپتے ہوئے ایک انصار کو ایک مہاجر کا بھائی بنادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل انصار، یہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں یہ آپ کے بھائی ہیں[19] انصار نے آپ کے پکار پر لبیک کہا یوں مہاجرین کی مشکلات دور ہوئیں اور انہیں محبت کرنے والے ساتھی بھی مل گئے امام سہیلی لکھتے ہیں

آخی رسول الللهﷺبين اصحابه حين نزلو المدينه ليذهب عنهم وحشة الغربهةويونسهم من مفارقة الاهل والعشيرة[20](صحابہ کرام جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ تاکہ نئے آنے والوں سے وحشت اور تنہائی دور ہو اور گھر والوں سے دوری کے بدلے انھیں انس و محبت ملے) یوں ان اقدامات کے ذریعے ان نئے آنے والوں کا سماجی و معاشی تحفظ یقینی بنایا گیا۔

مواخات مدینہ کے سماجی و معاشی اثرات

ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین مکہ کے دکھوں کا مداوا کرنے کے لیے مواخات مدینہ عمل میں لائی گئی۔ اس مواخات کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مسلم معاشرے میں کفالت اور اعیانت کا جذبہ پیدا ہوا اور مسلمانوں کو اس تصور سے روشناس کرایا گیا کہ جینا صرف اپنے لیے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی مشکلات میں کمی کا باعث بننے کو ہی اصل زندگی کہا جاتا ہے۔ یہ واحد معاشرہ تھا جس کی بنیاد عصبیت پر نہیں بلکہ مذہبی بنیادوں پر رکھی گئی تھی اس کی بنیاد میں اخوت وایثار اور قربانی کا جذبہ تھا جس کی وجہ سے دوسری نسل کے لوگوں کو نہ صرف اپنے ملک میں پناہ دی گئی بلکہ انہیں سگے بھائی کی طرح درجہ دیا گیا اور وقت پڑنے پر مال اور دولت میں وراثت کی رشتہ دار بھی ٹھہرایا گیا مولانا محمد رابع لکھتے ہیں مکہ سے آنے والے مسلمان اسماعیلی نسل کے نہیں تھے اس لیے اوس و خزرج کے قرابت والے نہیں تھے بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو ایک دوسرے کو اپنا حریف سمجھتے تھے۔ اس دوری اور اجنبیت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے مابین مواخات کا رشتہ قائم کیا تو دونوں میں یہ نسلی امتیازات قرابتداری میں تبدیل ہو گئے[21]مولانا صفی الرحمن

مبارک پوری لکھتے ہیں کہ " عرب معاشرے کی بنیاد قبائلی عصبیت پر تھی مواخات مدینہ نے نہ صرف ان قبائلی عصبیتوں کو ختم کیا بلکہ ہر طرح کی رنگ و نسل کے امتیازات کو ختم کر کے انسانیت کی بنیاد تقوی پر رکھی۔[22]"مواخات مدینہ تاریخ کا ایک شاہکار ہے اس کے ذریعے انصار نے اپنے مہاجرین بھائیوں کو نہ صرف خوراک اور رہائش میں حصہ دیا بلکہ ان کو بالکل خونی رشتوں کی طرح اہمیت دی اور ان کو وراثت میں بھی حصہ دیا ہر ہر انصار کے لیے ضروری تھا کہ جب وہ مر جاتا تو اس کے سگے بھائی کے ساتھ ساتھ اس کے اس منہ بولے بھائی کو بھی وراثت میں حصہ ملتا۔ انسانی تاریخ میں ایسی مثال اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئی۔ مواخات مدینہ کے مطالعہ سے درج ذیل سماجی و معاشی اثرات سامنے آتے ہیں

۱۔ مہاجرین کی پریشانیوں کا خاتمہ ممکن ہوا اوران کو ذہنی سکون اور آسودگی میسر آئی۔

۲۔ مہاجرین کو جو مدینہ آکر جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش تھا وہ رہائش کا تھا۔ انصار کے ایثار و محبت کی بدولت ان کا یہ مسئلہ بخوبی حل ہو گیا اور ان کو رہنے کے لیے چھت میسر آگئی۔

۳۔ مہاجرین میں سے اکثر نے کسمپرسی کی حالت میں ہجرت کی۔ اس لیے مدینہ میں ان کو غربت وافلاس کا شدید خطرہ لاحق تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی مواخات کی تدبیر کی بدولت ان کی غربت کا خاتمہ ہوا کیونکہ ان کو نہ صرف کاروبار میں حصہ مل گیا بلکہ وراثت میں بھی حصہ ملا۔

۴۔ مواخات کے نتیجے میں باہمی ایثار اور محبت پیدا ہوئی جس کی بدولت نہ صرف مہاجرین کے معاشرتی حالات میں بہتری آئی بلکہ ان کے معاشی مسائل بھی حل ہو گئے۔

۵۔ مہاجرین جلد ہی اس قابل ہو گئے کہ اپنے لیے معاش کا بندوبست خود کر سکیں۔

۶۔ مہاجرین وانصار ایک دوسرے کے دکھ درد میں نہ صرف شریک ہوتے بلکہ ان کا مداوا کرنے کی کوشش بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مدینہ کے ابتدائی مشکل حالات میں بھی مہاجرین مدینہ میں اجنبیت محسوس کرنے کی بجائے اسے اپنا گھر سمجھنے لگے۔

سماجی و معاشی تحفظ میں میثاق مدینہ کا کردار

سماجی معاشی تحفظ میں میثاق مدینہ کا بھی اہم کردار ہے یہ وہ معاہدہ ہے جو ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ کے یہود اور دیگر قبائل سے کیا گیا۔ مواخات مدینہ کے ذریعے مسلمانوں کے بنیادی تحفظ کا انتظام تو کر دیا گیا لیکن نہائیت ضروری تھا کہ ریاست مدینہ کا ماحول ساز گار ہو کیونکہ یہود مدینہ میں سے کچھ اوس کا ساتھ دیتے اور کچھ خزرج کے حلیف تھے جس وجہ سے ان میں طویل عرصہ سے جنگ وجدل کا سلسلہ جاری تھا۔ ان حالات سے تنگ آئے مدینہ کے باسی اب امن

وامان کے متلاشی تھے۔ اس لیے ضروری تھا کہ اہل مدینہ کے تمام گروہوں سے مذاکرات کر کے مدینہ کو ساز گار ماحول دیا جائے اور مدینہ میں بسنی والی دیگر اقوام وقبائل سے پر امن تعلقات قائم کیے جائیں تاکہ مسلمان اسے نہ صرف اپنا گھر سمجھیں بلکہ اس کی ترقی وخوشحالی کے لیے مناسب اقدامات بھی کریں۔ اسی مقصد کے پیش نظر آپ ﷺ نے یہود مدینہ اور دیگر قبائل سے جو معاہدہ کیا وہ میثاق مدینہ کہلایا۔ اس معاہدے کا مقصد مسلمانوں کے سماجی اور معاشی تحفظ کو یقینی بنا کر ان کے مدینہ میں قیام کو آسان اور موثر بنانا تھا اس میں درج ہے کہ پناہ گزین کے ساتھ وہی سلوک ہو گا جو رہائشی سے کیا جائے گا. یعنی نہ تو اسے تکلیف دی جائے گی اور نہ اس سے وعدہ خلافی کی جائے گی.[23]

اس سے قبل اہل مدینہ طبقات کی بناء پر خون بہا ادا کرتے تھے۔ سادۃ کے ایک فرد کا خون سوقہ کے دو یا پانچ افراد کے برابر ہوتا تھا۔ آزاد، غلام اور موالی کے الگ الگ حقوق ہوتے تھے۔ بنو نضیر کا کوئی شخص اگر قرظی کو قتل کرتا تو آدھی دیت دیتا جبکہ قرظی اگر بنو نضیر کے کسی شخص کو قتل کرتا تو اسے پوری دیت دینی پڑتی تھی [24]میثاق مدینہ کی بدولت نا صرف ان نسلی امتیازات کا خاتمہ ممکن ہوا بلکہ سب کو ایک جیسے حقوق حاصل ہوئے۔ یوں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل ہوا جس میں فرمایا گیا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا-اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ[25] "اے لوگوں ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے"۔

قرآن مجید میں کسی کو زبردستی اس کے عقیدے سے ہٹانے کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ارشاد ربانی ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[26]"دین میں کوئی جبر نہیں" میثاق مدینہ کی شق ۲۵ تا ۳۵ کے ذریعے اہل مدینہ کو مذہبی وعقیدہ کی آزادی کے وہ تمام حقوق دیئے گئے جن کو اہل مدینہ صدیوں سے ترس رہے تھے۔ اسی میثاق کی شق ۳۹ اور ۴۵ کے مطابق تمام لوگوں کو نقل وحمل کی مکمل آزادی حاصل تھی نیز ان کو اپنی مرضی کی جگہ پر رہائش رکھنے کی بھی آزادی تھی[27]۔

یوں ان شقوں کی مدد سے مدینہ میں تمام پناہ گزینوں کے سماجی تحفظ کو یقینی بنایا گیا۔ سماجی تحفظ حاصل ہونے سے معاشی تحفظ کی راہ بھی ہموار ہوتی ہے کیونکہ سماجی تحفظ کی اگلی منزل معاشی تحفظ ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میثاق نے نہ صرف مسلمانوں سمیت اہل مدینہ کی سماجی حالت کو بہتر کیا بلکہ ان کی اقتصادی اور معاشی حالت میں بھی سدھار آیا اور وہ اہل مکہ جنہوں نے کسمپرسی کی حالت میں مدینہ ہجرت کی اب اپنا کاروبار چلانے اور دوسروں کی مدد کے قابل ہو گئے تھے۔ اس معاہدے کی اہمیت کے پیش نظر ڈاکٹر حمید اللہ اسے دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیتے ہیں۔[28]

میثاق مدینہ کے سماجی ومعاشی اثرات

میثاق مدینہ کے درج ذیل سماجی ومعاشی اثرات سامنے آئے

۱۔ مہاجرین کو پر امن رہائش میسر آئی

۲۔ عدل وانصاف کا بول بالا ہوا

۳۔ طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہوا اور برابری کا نظام متعارف کرایا گیا۔

۴۔ عدل وانصاف اور مساوات کی وجہ سے معاشرے سے ظلم وبربریت کا خاتمہ ہوا اور جرائم میں کمی دیکھنے میں آئی۔

۵۔ معاشی میدان میں یہود کی اجارہ داری کا خاتمہ ممکن ہوا اور معاشی عدم توازن میں کمی آئی۔

۶۔ شق ۳ سے ۱۱ میں خون بہا اور دیت کے احکامات مقرر کر کے اجتماعی کفالت کا نظام متعارف کرایا گیا جس سے معاشی طور پر پست قبائل اور افراد کی معاشی کفالت کی ذمے داری خوشحال قبائل اور افراد کو سونپنے سے ان کی معاشی حالت میں بہتری آئی۔

حاصل کلام

رسول اللہ ﷺ نے ایسے بے شمار اقدامات کیے جو انسانیت کی بھلائی اور فلاح کے ضامن تھے۔ آپ کے ماننے والوں نے ان تعلیمات کی بدولت نہ صرف دنیاوی زندگی میں سکون وآسودگی حاصل کی بلکہ اپنی اُخروی زندگی کو بھی سنوارا۔ آپ کے ان اقدامات میں سے دو نہائیت اہم اقدام مواخات مدینہ اور میثاق مدینہ کی صورت میں سامنے آئے۔ اس خیر خواہی اور ایثار وہمدردی کے اقدامات کی بدولت مہاجرین کو مدینہ میں سماجی ومعاشی تحفظ حاصل ہوا۔ نیز مدینہ کے موجودہ حالات میں سدھار لانے کے لیے یہ معاہدات سنگ میل ثابت ہوئے۔

حواشی

[1] Noor Muhammad Ghafari,Social Security in Islam ,Atiq publishing house,Lahore,1989,pg2.

[2] ابن کثیر، ابو الفداء، البدائیہ والنھائیہ، (بیروت، دار المعارف، ۱۳۱۰ھ،) ص ۴۱۹ تا ۴۲۵

[3] قرضاوی، امام یوسف، الدکتور، مشکلۃ الفقر وکیف عالجھا الاسلام، (بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۵) ص، ۸۴

[4] الجوزی، عبد الرحمن بن علی بن محمد، مناقب عمر بن خطاب (عمان، ابن خلدون، ۱۹۹۶ء) ص ۵۶

[5] نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب الاستعاذہ، باب استعاذہ من شر الکفر، ح، ۵۴۸۷

[6] القرآن، المعاج ۲۴:۷۰ تا ۲۵

[7] القرآن، النجم ۳۹:۵۳

[8] القرآن، الجمعہ ۶۲:۹

[9] ابن ماجہ، عبداللہ بن یزید الربعی، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارت، باب الحث علی المکاسب، ح ۲۱۳۸

[10] سیوہاروی، حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، (کراچی، شیخ الھند اکیڈمی) ص ۲۵۶

[11] القرآن، النساء ۴:۱۷۶

[12] القرآن، النحل ۱۶:۹۰

[13] القرآن، البقرہ ۲:۲۸۶

[14] القرآن، بنی اسرائیل، ۱۷:۱۱

[15] القرآن، الاحزاب ۳۳:۶

[16] القرآن، النحل ۱۶:۹۰

[17] الحمیدی، محمد بن فتوح، الجمع بین الصحیحین، (بیروت، دار ابن حزم، ۱۴۲۳) ط ۲، ص

[18] سید محمد میاں، سیرت مبارکہ قرآن و تاریخ کے آئینہ میں، (لاہور، مکتبہ محمودیہ ۱۹۹۰) ص، ۴۴۸

[19] ابن ہشام، محمد بن عبد الملک، (بیروت، دار المعرفہ للطباعۃ) ص ۳۴۰

[20] السھیلی، ابو القاسم عبد الرحمن، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ، (بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، ۱۴۱۲ھ) ط ۱، ص ۲۹۶

[21] ندوی، سید محمد رابع حسنی، رہبر انسانیت، (لکھنو، دار الرشید، ۲۰۱۱) ص، ۲۱۱

[22] مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، (لاہور، مکتبہ سلفیہ، ۲۰۰۲) ص ۲۵۶

[23] السھیلی، الروض الانف، ج ۲، ص ۳۴۵

[24] ابوداود، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب القضاء، باب، الحکم بین اہل الذمہ، ح، ۳۵۹۱

[25] القرآن، الحجرات ۴۹:۱۳

[26] القرآن، البقرہ ۲:۲۸۶

[27] ابن کثیر، البدائیہ والنھائیہ، ج ۲، ص ۲۲۲

[28] حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ کی حکمرانی و جانشینی، (ملتان، بیکن بکس، ۲۰۰۶) ص ۴۴